یورپی یونین کے ساتھ اٹلی کا رویہ

حالات حاضرہ

کوئنٹن پیل

دو ہفتوں کے دوران یورپی یونین کے 25 رکنی لیڈروں کا اجلاس اٹلی میں دوسری مرتبہ منعقد ہو رہا ہے' جس میں روم معاہدے پر دستخط کئے جائیں گے۔ یہ سنجیدہ تقریب اطالوی دارالحکومت میں منعقد ہو رہی ہے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں 1957ء میں یورپی کمیونٹی نے ابتدائی طور پر تنظیم کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ اٹلی کے سربراہ "سلویو برلوسکونی" کی حکومت کی کامیابی سمجھی جا رہی ہے۔ ماضی میں اٹلی نے اس تنظیم کی بنیاد رکھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ اس موقع پر میزبانی کے فرائض سرانجام دے کر برلسکونی بہت مسرور نظر آتے ہیں' لیکن تنقید نگار اس بات پر متفق ہیں کہ وہ اس سے زیادہ شاید کچھ نہ کر سکیں۔ ان کے ضیافتیں دینے کے شوق میں کمی واقع ہو گئی ہے' جسے "ضیافتی ڈپلومیسی" کا نام دیا جاتا رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اٹلی ضیافتیں دیتا ہے' جبکہ دوسرے ممالک ٹھوس روابط قائم کرتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ یورپی اتحاد کے خلاف ہیں' بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جیسے ان کے پیشرو یورپی اتحاد میں سرگرم تھے' وہ خود ایسے نہیں ہیں۔ وہ ٹونی بلیئر' جارج ڈبلیو بش اور ولادی میر پیوٹن جیسے دوستوں کے ساتھ بے تکلفانہ تعلقات اور دوستی رکھنے میں زیادہ فرحت محسوس کرتے ہیں۔

اٹلی میں عوام الناس کی پرزور مخالفت کے باوجود انہوں نے عراق پر امریکی یلغار کی جو حمایت کی تھی' اس سے یورپی شہروں خصوصاً برلن اور پیرس میں ان کے خلاف نفرت کی فضا چھائی ہوئی ہے' جو ان کی ساکھ کیلئے غیر مفید ہے۔ شاید یہ صرف برلسکونی اکیلے ہی ہیں یا اٹلی بھی اس میں شامل ہے کہ یورپی یونین کے اندر وہ غیر مقبول ہوتے جا رہے ہیں۔

اٹلی کا شمار رجعت پسندوں میں ہوتا رہا ہے' لیکن اب اکثریت کا غالب گمان یہ ہے کہ اٹلی کے بارے میں جو تعریفی کلمات ادا کئے جاتے تھے' 1980ء میں وہ 80 فیصد کی بلندی سے آج 60 فیصد تک آگئے ہیں یعنی 20 فیصد مقبولیت کم ہو گئی ہے۔ اطالوی وزیر خارجہ "فرینکو فریٹنی" نے کہا ہے کہ یقینی طور پر اٹلی کے بنیادی تخیلات میں تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ اپنے وعدوں پر پورا اترنے کی غرض سے اٹلی کی منصوبہ بندی یہ ہے کہ وہ روم شہر میں منعقدہ اس اجلاس میں یورپی یونین کی توثیق کرنے والا پہلا ملک بن جائے۔ "فریٹنی" اس سے بھی زیادہ پرزور طریقے سے کہتے ہیں کہ اگر کوئی بھی ایک ملک یورپی یونین کی اس آئینی تنظیم کی توثیق کرنے سے پس و پیش سے کام لیتا ہے تو پھر یہ اس تنظیم کی تباہی کا دن ہو گا۔

بالفرض برطانیہ اپنے وعدے کے خلاف ریفرنڈم کی مخالفت میں ووٹ دیتا ہے تو وہ بھی اس تنظیم کی تباہی و بربادی کا مجرم ٹھہرایا جائے گا۔ اس صورت میں اگلا سفر انتہائی مشکل ہو جائے گا۔ اس طرح سیاسی طور پر بھی غیر مؤثر پن ٹھوس شکل اختیار کرے گا۔ فریٹنی کہتے ہیں کہ وہ یورپی عظمت پر یقین پختہ رکھتے ہیں۔ اٹلی کے وزیر اعظم "برلسکونی" کے ایک قریبی اتحادی کا خیال ہے کہ ترقی میں عروج حاصل کرنے کیلئے یہ ادارہ ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ خارجہ پالیسی کو زیادہ تر یورپی لوگوں نے بہت پسند کیا ہے کہ یہ مشترکہ ہو جائے' بجائے اس کے کہ اسے ختم ہی کر دیا جائے' بہر حال اٹلی رکاوٹیں کھڑی کرنے میں پیش پیش جا رہا ہے۔ وہ ہمیشہ سے اس کوشش میں رہا ہے کہ یورپ کے دوسرے ممالک پر مصنوعی برتری حاصل کر لے۔ اس رویے کی بنا پر اسے امریکی شہ بھی ملی ہے کہ جرمنی اور فرانس' اٹلی کو جونیئر رکن تصور کرتے ہیں جو ایک لایعنی بات ہے۔

یورپ پہلی ترجیح رکھتا ہے' دوسری ترجیح نیٹو کو حاصل ہے۔ جرمنی بھی اسی ترتیب پر کاربند ہے۔ فرانس اور جرمنی کے خیالات مشترکہ ہیں۔ برطانیہ اور فرانس کی سرحدیں صدیوں سے مشترکہ چلی آرہی ہیں اور ہمسائیگی کا رشتہ بھی صدیوں کی طوالت رکھتا ہے' جبکہ اٹلی اور جرمنی صرف 19ویں صدی میں دوست ممالک کے طور پر سامنے آئے۔ یہ ممالک اپنی قومی شناخت سے زیادہ اجتماعی شناخت کو اولیت دیتے ہیں' حتیٰ کہ اپنے ملک کو بھی دوسرے درجے پر رکھتے ہیں۔ دونوں ممالک یعنی فرانس اور جرمنی یورپی یونین کو پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے ہیں۔

عراق کے معاملے میں یورپ اور امریکہ میں بڑھتی ہوئی خلیج نے حالات کو سدھارنے میں دقتیں پیش کر رکھی ہیں۔ امریکی صدر جارج ڈبلیو بش اب "اتحادی ممالک" کو ترجیح دینے لگے ہیں۔ نیٹو کو پس پشت ڈال رہے ہیں' جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ جرمنی "امریکی جنگی اتحاد" سے نکل کر فرانس کے ساتھ اشتراک و تعاون بڑھا رہا ہے۔ وزیر اعظم برلسکونی اٹلی کو مخالف سمت میں لے گئے ہیں۔ اٹلی کی یورپ کے ساتھ وابستگی کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو امریکی اتحاد میں جانے کا ان کا فیصلہ برطانوی ٹونی بلیئر سے بھی زیادہ مشکل تھا۔ تاہم صرف دکھاوے یا علامتی طور پر ہی سہی معاملات کو سلجھانے کیلئے روم میں تنظیم کے معاہدے پر دستخط کر دینے چاہئیں۔ برلسکونی رام اور خدا دونوں کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بہت ہوشیار اور چالاک سیاستدان ہیں۔ یہ باور کرانے میں بھی کامیاب رہیں گے کہ وہ امریکہ کی طرف جھکاؤ رکھتے ہیں۔ ان کی ساتھی سابق پینی وزیر خارجہ عراقی مسئلے پر انتخابات میں ہار گئی تھیں۔ وہ کنزرویٹو تھیں۔ برلسکونی ان کے نقش قدم پر چل کر اسی طرح کے نتائج سے نبرد آزما ہونے سے گریز کرنا پسند کریں گے۔ عظیم یورپ کی تشکیل ابھی روم میں شک کی نگاہ سے دیکھی جا رہی ہے۔ اسی تذبذب کی وجہ سے اطالوی حکومت بہتر رویہ دکھانے کی کوشش کر رہی ہے۔

اٹلی یورپی یونین کا ایک اہم رکن ہونے کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر بھی اہمیت و شہرت کا حامل رہا ہے۔ وہاں بین الاقوامی معیار کے کلب ہیں۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں انہی گرمیوں کے دوران برلسکونی کو بش کی طرف سے حمایت حاصل ہوئی تھی۔ اٹلی جرمنی کے بجائے خود یورپی یونین کی طرف سے اقوام متحدہ میں مستقل ارکان میں شمولیت کا خواہشمند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اٹلی کسی بھی وقت داغ مفارقت دے سکتا ہے۔ یہ تخیل امریکہ کو بہت مرغوب لگا ہے۔ جرمنی اس سلسلے میں کم حمایت حاصل کر سکا ہے' لیکن اگر جرمنی مستقل ممبر بن جاتا ہے تو پھر جاپان کو بھی یہ حق حاصل ہونا چاہئے۔ صدر بش اپنے اتحادی جاپان کو بھی ناراض نہیں کر سکتے۔

تاہم برلسکونی یورپی یونین کی اس عظمت کے متعلق خوش امید نہیں ہیں۔ جو حقائق کھل کر سامنے آئے ہیں' وہ یہ ہیں کہ عراق کے معاملے میں امریکی اتحاد کی حمایت کے ضمن میں اٹلی کو مستقل نشست کی حمایت کا انعام تفویض کیا جا رہا ہے۔ اس طرح اٹلی کا یورپ کے ساتھ تضاد پر مبنی رویہ دھوکہ دہی لگتا ہے۔ برطانوی وزیر اعظم کی کوششیں ہیں کہ روم کے اس اجلاس کے دوران فرانس' جرمنی اور برطانیہ کا علیحدہ گروپ تشکیل دے دیا جائے جو یورپی یونین کے ساتھ بھی رہے اور الگ تشخص کا حامل بھی ہو' لیکن شاید انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑے۔ جیسا کہ یورپی یونین کا دائرہ محیط آہستہ آہستہ وسعت پذیر ہے تو اس صورت میں اٹلی اس کا حصہ بننے کی توقع کر سکتا ہے۔ اگر برلسکونی فرانس اور جرمنی کے ساتھ اتحاد تشکیل دے لیتے ہیں تو وہ جانتے ہیں کہ ان کے ملک کو اس کا خمیازہ بھی بھگتنا پڑ سکتا ہے۔

(بشکریہ "ڈیلی ٹائمز"۔ ترجمہ: ڈاکٹر مطلوب حسین) ☆